حدیث کی اہمیت

BY

WWW.IRCPK.COM



اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے یہ توفیق بخشی کہ حفاظت حدیث اور حجیت حدیث پر کچھ لکھا جائے حق کے متلاشی کیلئے تو ایک آیت اور ایک حدیث بھی کافی ہوتی ہے مگر جن لوگوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتا ہے اگر انکو پورا قرآن سنا دیا جائے یا تمام صحیح احادیث انکے سامنے رکھ دی جائیں مگر وہ پھر بھی نہیں مانتے دلائل تو بے شمار ہیں میں سورۃ النساء کی چند آیات تحریر کر رہا ہوں حق کے متلاشی کیلئے یہ آیات بھی کافی ہیں اللہ تعالیٰ ہم کو حق سمجھنے کے ساتھ حق پر عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَ رُسُوْلِہٖ وَ یَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا. اُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًامُّھِیْنًا .وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اُوْلٰٓئِکَ سَوْفَ یُؤْتِیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا.

جولوگ اللہ سے اور اس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور ایمان اور کفر کے بیچ میں ایک راہ نکالنی چاہتے ہیں وہ بلا اشتباہ کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے اور ان میں سے کس میں فرق نہ کیا (یعنی سب کو مانا) ایسے لوگوں کو وہ عنقریب ان (کی نیکیوں) کے صلے عطا فرمائیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے(النساء:150-152)

ایمان والے اللہ پر اور رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں ان دونوں میں فرق نہیں کرتے۔اور جو پکے کافر ہیں وہ اللہ اور اسکے رسولوں کے درمیان فرق کرتے ہیں بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اب فیصلہ آپ پر ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں؟

کیا انکی بتائی ہوئی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں؟

کیاانکی سنت پرایمان رکھتے ہیں؟

هذا ما عندی و الله اعلم بالصواب

حماداقبال



نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد

الحمد للہ رب العالمین

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول (سورۃ محمد)

الا انی اوتیت القرآن و مثله معه

یاد رکھو مجھے الکتاب قرآن اور اور کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز یعنی (حدیث) دی گئی ہے۔(ابوداؤد)

فتنہ انکار حدیث

یہ فتنہ آج کا نہیں بلکہ یہ بہت پرانا فتنہ ہے اور آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جن لوگوں نے احادیث کی مخالفت میں مختلف آراء پیش کیں کسی نے کہا۔

جو حدیث قرآن کے خلاف ہوگی وہ قبول نہیں کی جائے گی کسی نے کہا حدیث خبر واحد قبول نہیں ہوگی کسی نے کہا جو حدیث امام کے قول کے خلاف ہوگی وہ رد کردی جائیگی۔ کسی نے کہا ابو ہریرہ، انس بن مالک، سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہم یہ راوی غیر فقیہ ہیں لہٰذا ان کی روایت کردہ احادیث مسترد ہوں گی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی ایسے صحابی ہیں جن کی بیان کردہ اکثر احادیث فقہ حنفی کے مسائل کے خلاف ہیں اس لئے ان احادیث سے جان چھڑانے کی یہی واحد صورت رہ گئی تھی کہ ان کو ہی غیر فقیہ کہہ دیا جائے اس طرح حدیث کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کیا جاتا رہا جن لوگوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب صحیح البخاری **(الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ ﷺ و سنة و ایامه)** کا نور بصیرت سے مطالعہ کیا ان پر یہ بات مخفی نہیں کہ جب امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کتاب لکھنے کا ارادہ کیا تو یہ دونوں سوال ان کے ذہن میں موجود تھے کیونکہ فتنہ انکار حدیث صرف بیسویں صدی کا تحفہ نہیں انکار حدیث کی نوعیت اور دلائل میں فرق ہوسکتا ہے اور ہے مگر بعض حلقوں کی طرف سے حدیث پر نظر کرم امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلی ہی موجود تھی اسی لئے

دیگر فقہاء ومحدثین کے برعکس امام بخاری رحمہ اللہ نے سب سے پہلے اس بات کا تعین کیا کہ حدیث کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ بھی دین کا حصہ ہے؟ اور کیا اس کے انکار سے دین کا انکار لازم آتا ہے یا کہ محض تاریخ ہے اگر یہ محض تاریخ ہے یا عقل کے تابع ہے تو پھر اس کیلئے قریہ قریہ اور شہر شہر پھرنے اور جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر یہ دین نہیں ہے تو ایسی خدمت سرانجام دینے کا کیا فائدہ جس کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا صحیح بخاری میں احادیث جمع کرنے سے قبل امام بخاری رحمہ اللہ نے ضروری سمجھا کہ پہلے یہ واضح کر دیا جائے کہ حدیث وحی کا حصہ ہے اور اصولی طور پر حدیث کو وحی نہ ماننا کفر ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الوحی وحی کا بیان اس کے بعد باب باندھا ہے کیف کان بداء الوحی رسول اللہ ﷺ۔ اس باب میں بداء کا معنی وحی اور وحی کا معنی دین ہے لہٰذا اس باب کا معنی یہ ہے کہ ”دین کی وحی رسول اللہ ﷺ پر کیسے نازل ہوئی تھی“۔

اس باب کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے بتایا کہ ایک وحی دین وہ تھی جو بصورت قرآن نازل ہوتی تھی نبی ﷺ نے فرمایا یہ وحی مجھ پر ایسے آتی ہے جیسے گھنٹے کی جھنکار ہوتی ہے اور یہ وحی مجھ پر بہت گراں ہوتی ہے اور فرشتے نے جو کہا ہوتا ہے مجھے یاد ہو چکا ہوتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جب یہ وحی نازل ہوتی تو شدید سردی میں بھی جب فرشتہ واپس جاتا تو آپ ﷺ کی پیشانی پر پسینے کے قطرات ہوتے تھے وحی کی یہ صورت قرآن کے نزول کی ہے یعنی وہ وحی جو رسول اللہ ﷺ پر بصورت کتاب نازل ہوئی جسے قرآن مجید کہا جاتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ اس قرآن کی صورت میں جو وحی نبی ﷺ پر نازل ہوئی ہے اس کے علاوہ بھی وحی دین آپ ﷺ پر نازل ہوتی تھی اور کیا اس وحی کا انکار کفر ہے کہ نہیں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن کے علاوہ بھی آپ ﷺ پر وحی دین نازل ہوتی تھی اور اس کا انکار کفر ہے کیونکہ قرآن نے فرمایا ہے۔

اے پیغمبر! ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح ہم نے نوح اور اس کے بعد نبیوں پر بھیجی اور جس طرح ابراہیم علیہ السلام، اسمٰعیل علیہ السلام، اسحٰق علیہ السلام، اور یعقوب علیہ السلام اور اولاد یعقوب علیہ السلام پر بھیجی اور عیسیٰ علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، یونس علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، اور سلیمان

علیہ السلام پر بھیجی اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور دی (النساء)

اسی آیت میں انبیاء کا نام لے کر بتایا کہ محمد ﷺ پر دین کی وحی اسی طرح نازل ہوئی جیسے ان انبیاء سابقہ پر نازل ہوئی ان انبیاء میں کئی نبی ایسے بھی ہیں جن کو کوئی کتاب نہیں ملی جب کہ وہ دین کے داعی تھی رسول تھے اور اس غیر کتابی وحی دین کا قوم نے انکار کیا تو پوری قوم کافر ہوگئی نوح علیہ السلام نے کہا:

((رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیاراً))

میرے رب زمین پر کافروں کا ایک گھر بھی باقی نہ چھوڑ۔ (سورہ نوح)

یہ لوگ جن کو نوح علیہ السلام نے کافر کہا اور ان کی تباہی و بربادی کے لئے اپنے رب سے دعا کی کون لوگ تھے؟ وہی جنہوں نے نوح علیہ السلام پر غیر کتابی وحی کے نزول کا انکار کیا اور اللہ عزوجل نے فرمایا اے پیغمبر ہم نے تم پر اسی طرح وحی نازل کی جس طرح نوح علیہ السلام پر نازل کی اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر غیر کتابی وحی دین بھی نازل ہوتی تھی اور اس کا انکار اسی طرح کفر ہے جس طرح قوم نوح نے کفر کیا یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی ﷺ پر بھی غیر کتابی وحی نازل ہوتی تھی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا ہوا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک گنوار شخص کھڑا ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی کتاب کے موافق میرا فیصلہ کر دیجئے پھر اس کا حریف کھڑا ہوا کہنے لگا سچ کہتا ہوں یا رسول اللہ ﷺ کتاب اللہ کے موافق اس کا فیصلہ کر دیجئے اور مجھ کو اجازت دیجئے تو میں مقدمہ کے واقعات بیان کروں آپ ﷺ نے فرمایا اچھا بیان کر وہ کہنے لگا میرا بیٹا اس کے پاس نوکر تھا اس نے اس کی جورو سے زنا کیا لوگوں نے مجھ سے کہا تیرا بیٹا سنگسار کیا جائے گا میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کو دے کر اپنے بیٹے کو چھڑا لیا پھر جو میں نے عالموں سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا اس کی جورو سنگسار کی جائیگی اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے ایک سال کے لئے جلاوطن ہوگا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم دونوں کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کروں گا بکریاں اور لونڈی تو واپس لے لے اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے ایک سال کے لئے جلاوطن ہوگا اور انیس تو ایسا کر صبح کو اس کی جورو کے پاس جا کر اس سے پوچھ اگر وہ زنا کا اقرار کر لے تو اس کو سنگسار کر ڈال

انیس رضی اللہ عنہ صبح کو اس عورت کے پاس گئے اس نے زنا کا اقرار کیا انیس رضی اللہ عنہ نے اسکو سنگسار کر ڈالا۔(بخاری کتاب اخبار الا مار حدیث 2127 جلد 3)

غور فرمائیں اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کیا کیا یہ وحی نہیں تھی اگر یہ وحی نہیں تھی تو کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں کہا میں تم میں کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کروں گا یہ غیر کتابی وحی دین تھی جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوتی تھی یہ بات قرآن سے ثابت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو تورات اس وقت ملی جب آپ بنی اسرائیل کو فرعون مصر سے نجات دلا کر دریائے نیل عبور کر چکے تھے(1)

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَهۡلَكۡنَا الۡقُرُوۡنَ الۡاُوۡلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ رَحۡمَةً لَّعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ

اور ہم نے پہلی امتوں کے ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو کتاب دی جو لوگوں کے لئے بصیرت اور ہدایت اور رحمت ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔(سورۃ قصص:43)

اور فرعون کا فر اس وقت ہی قرار دیا گیا جب ابھی تورات نازل نہ ہوئی تھی فرعون اس لئے کافر قرار پایا کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام پر جو غیر کتابی وحی نازل ہوتی تھی اسکا انکار کیا تھا اس نے توریت کا انکار نہیں کیا تھا کہ تورات تو اس کے غرق آب ہونے کے بہت بعد ملی موسیٰ علیہ السلام اس وقت نبی تھے جب انہیں کوہِ طور پر اللہ سے ہم کلام ہونے کا شرف ملا اس وقت نبی تھے جب فرعون کے پاس گئے اس وقت نبی تھے جب بنی اسرائیل کو لے کر دریا عبور کیا حالانکہ تورات موجود نہ تھی یہ وحی دین تھی جو تورات سے قبل بھی موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتی تھی اللہ نے فرمایا ہم نے اے پیغمبر تم پر بھی اسی طرح کی وحی نازل کی جس طرح موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی تورات موسیٰ علیہ السلام کو ملی وہی صاحب کتاب نبی تھے ہارون علیہ السلام کس وحی کی بناء پر نبی تھے ؟۔شعیب علیہ السلام، یونس علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام نبی تھے ان کے پاس تو کوئی کتاب نہ تھی پھر ان کی نبوت کسی وحی کی بنیاد پر تھی اور ان کے مخالفین کیوں کافر تھے؟ ان سب انبیاء کی طرح رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی جو کتاب کی شکل میں بھی ہے اور غیر کتابی صورت میں بھی ہے دونوں پر ایمان لانا ضروری ہے جس طرح عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں ڈرتا ہوں کہیں بہت زمانہ گزر جائے

اورلوگ یہ کہنے لگیں کہ ہم کو اللہ کی کتاب میں رجم کا حکم نہیں ملتا پھر اللہ نے جو حکم ٹھہرایا ہے اس کو چھوڑ کر گمراہ ہوجائیں دیکھوسن لو جو محض مسلمان ہوکر زنا کرے اور زنا پر گواہ قائم ہوجائیں یا عورت کا حمل ظاہر ہو یا زنا کرنیوالا اقرار کرے تو اسکو رجم کرینگے سفیان نے کہا مجھے تو یہ حدیث اسی طرح یاد ہے سن لو رسول اللہ ﷺ نے زانی کو رجم کیا اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم کیا۔(بخاری جلد سوم۔کتاب المحاربین حدیث 1733)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ کسی ایک وحی کا انکار پورے دین کا انکار ہے اور یہ بات کفر ہے جس طرح فرعون اور قوم نوح علیہ السلام غیر کتابی وحی کے انکار کی وجہ سے کافر قرار پائے تھے اس وضاحت کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری لکھی تا کہ پڑھنے والا اسے محض تاریخ کی کتاب نہ سمجھے بلکہ اسے اپنے دین اسلام کی بنیاد اور اصل سمجھ کر پڑھے اور ان احادیث کی اطاعت کر کے نجات پائے۔اسلام میں حدیث کی اہمیت شائع کرنے کی اصل وجہ یہ بھی ہے کہ لوگوں میں اس بات کی وضاحت کی جائے کہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے بغیر دین پر عمل نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق بات سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین۔یارب العالمین)

کیونکہ توفیق دینے والی ذات تو صرف اللہ ہی کی ہے۔ناشر



اسلام میں حدیث کی اہمیت

اللہ کے نزدیک دین کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان الدین عنداللہ الاسلام .(آل عمران:19)

''بے شک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے''۔

کیا اسلام کے علاوہ کسی اور دین پر عمل جائز ہے؟

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء .(الاعراف:3)

''لوگو تمہارے رب کی طرف سے جو نازل ہوا ہے اس کی پیروی کرو اور اس کے علاوہ اولیاء کی پیروی نہ کرو''۔ یہ بھی فرمایا:

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخسرین .(آل عمران :85)

''اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا طلبگار ہوگا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانیوالوں میں سے ہوگا''۔

اللہ کے نازل کردہ دین میں محمد رسول اللہ ﷺ کا کیا مقام ہے؟

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو رسالت کے ساتھ مخصوص فرما کر آپ پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور اسکی مکمل تشریح کا حکم دیا:

و انزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم . (النحل :44)

''اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) نازل ہوئے ہیں وہ لوگوں سے

بیان کردو"۔

آیت کریمہ کے اس حکم میں دو باتیں شامل ہیں:

(1) الفاظ اوران کی ترتیب کا بیان یعنی قرآن مجید کا مکمل متن امت تک اس طرح پہنچادینا جس طرح اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا

(2) الفاظ ، جملہ یا مکمل آیت کا مفہوم و معانی بیان کرنا تا کہ امت مسلمہ قرآن حکیم پر عمل کر سکے۔

قرآن مجید کی جوشرح رسول اللہ ﷺ نے فرمائی اسکی کیا حیثیت ہے؟

دینی امور میں رسول اللہ ﷺ کے فرامین اللہ کے حکم کے مطابق ہوتے ہیں:

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی.(النجم:4-3)

"اوروہ (ﷺ) اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے جو کہتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے"۔

اسی لئے فرمایا:

"من یطع الرسول فقداطاع اللہ ".(النساء :80)

"جس نے رسول کی اطاعت کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی"

یہی وجہ ہے کہ دینی امورمین فیصل کن حیثیت اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول اللہ ﷺ کوحاصل ہے۔

فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر".(النساء :59)

"پس اگرکسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہوتواگرتم اللہ تعالیٰ اورروزِ آخرت پرایمان رکھتے ہو تو اللہ اوراس کے رسول کی طرف رجوع کرو"۔

معلوم ہوا کہ اسلام اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا نام ہے

کیا انبیاء کو کتب سماوی کے علاوہ بھی وحی آتی ہے؟

یقیناً انبیاء کو کتب سماوی کے علاوہ بھی وحی آتی ہے اور اس وحی پر عمل بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا اللہ کے کلام پر۔(جس کی کچھ وضاحت شروع میں بھی کی گئی ہے)

کتاب اللہ کے علاوہ وحی کی اقسام میں سے ایک قسم انبیاء کے خواب ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کا خواب ملاحظہ فرمائیں:

فلما بلغ معه السعی قال یبنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری قال یابت افعل ماتومر ستجدنی ان شاء الله من الصبرین فلما اسلما و تله للجبین و نادینه ان یاابرهیم قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین.

(الصافات :105.102)

ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تم کو ذبح کر رہا ہوں تم بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا ابا جان جو آپ کو حکم ہوا وہ کر گزریئے اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے جب دونوں نے حکم مان لیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا تو ہم نے ان پکارا کہ ابراہیم تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اس آیت میں خواب میں بیٹے کو ذبح کیئے جانے والے عمل کو اللہ کا حکم کہا گیا ہے۔

کیا رسول اللہ ﷺ پر بھی خواب میں وحی نازل ہوئی

رسول اللہ ﷺ نے بھی ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ آپ بیت اللہ میں داخل ہو کر طواف کر رہے ہیں چونکہ یہ خواب بھی وحی کی قسم سے تھا لہٰذا اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت خوش ہوئے۔ 1400 صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کیساتھ عمرہ کی نیت سے مکہ روانہ ہوئے لیکن کفار مکہ نے حدیبیہ کے مقام پر آپ کو روک دیا اور وہاں صلح حدیبیہ ہوئی جس کی رو سے یہ طے پایا کہ آپ اس سال کی بجائے اگلے سال بیت اللہ کا طواف کرینگے آپ ﷺ کے خواب کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں خلجان پیدا ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ

سے پوچھا کہ کیا آپ نے ہمیں خبر نہیں دی تھی۔ کہ ہم مکہ میں داخل ہونگے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے تمہیں بتایا تھا مگر میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ایسا اسی سفر میں ہوگا واپسی پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

لقد صدق الله رسوله الرء یا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله امنین.

(الفتح: 27)

''بلاشبہ اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا تم ضرور مسجد حرام میں امن و امان سے داخل ہوگے۔ اگر اللہ نے چاہا''۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی خواب میں وحی ہوئی۔

کیا قرآن حکیم کے علاوہ وحی کے ذریعے احکامات بھی نازل ہوئے؟

بلاشبہ قرآن مجید کے علاوہ بھی احکامات نازل ہوئے مثلاً مسلمانوں کا پہلا قبلہ بیت المقدس تھا جس کی طرف 14 سال تک منہ کر کے مسلمان نماز ادا کرتے رہے، بیت المقدس کو قبلہ مقرر کرنے کا حکم قرآن حکیم میں نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وما جعلنا القبلة التی کنت علیها الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیه''. (البقرة: 143)

''اور ہم نے وہ قبلہ جس پر آپ اب تک تھے اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھرتا ہے''۔

معلوم ہوا کہ بیت المقدس کو قبلہ مقرر کرنے کا حکم اللہ نے بذریعہ وحی خفی دیا قرآن حکیم کے علاوہ دوسری وحی کو وحی خفی (سنت) بھی کہتے ہیں۔

کیا سنت کے بغیر قرآن حکیم کو سمجھا جا سکتا ہے؟

سنت کے بغیر قرآن حکیم کو سمجھنا ممکن نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے کے بعد سب سے زیادہ تاکید ''اقامت الصلوۃ'' کی فرمائی مگر سنت کے بغیر اس حکم پر عمل بھی ممکن نہیں چند آیات ملاحظہ فرمائیں:

”حفظوا علی الصلوت والصلوۃ الوسطی“ (البقرۃ:238)

(مسلمانو) سب نمازیں خصوصاً بیچ کی نماز (یعنی نماز عصر) پورے التزام کے ساتھ ادا کرتے رہو
(

”وسطی نماز سے کیا مراد ہے جب تک نمازوں کی کل تعداد معلوم نہ ہو وسطی نماز کیسے معلوم ہو سکتی ہے نمازوں کی تعداد کا ذکر قرآن حکیم میں نہیں معلوم ہوا کہ وحی خفی کے ذریعے سے مسلمانوں کو اطلاع دی ہوئی تھی اسی طرح فرمایا:

”و اذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ“.(النساء
:101)

”جب تم سفر کو جاؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کم کر کے پڑھو“۔

اس آیت میں یہ نہیں بتایا گیا کہ نماز کو سفر میں کتنا کم کیا جائے پھر نماز کے کم کرنے کا تصور اسی صورت ممکن ہے جب یہ معلوم ہو سکے کہ پوری نماز کتنی ہے یہ بھی فرمایا:

”فان خفتم فرجالا او رکبانًا فاذا امنتم فاذکروا اللہ کما علمکم مالم تکونوا تعلمون “.(البقرۃ:239)

”اگر تم کو خوف ہو تو نماز پیدل یا سواری پر پڑھ لو لیکن جب امن ہو جائے تو اسی طریقہ سے اللہ کا ذکر کرو جس طرح اس نے تمہیں سکھایا اور جس کو تم پہلے نہیں جانتے تھے“۔

اس آیت میں واضح ہے کہ نماز پڑھنے کا کوئی خاص طریقہ مقرر ہے جو بحالت جنگ معاف ہے اس طریقہ تعلیم کو اللہ نے اپنی طرف منسوب کیا نماز کا طریقہ اور اس کے اوقات وغیرہ قرآن مجید میں کہیں مذکور نہیں پھر اللہ نے کیسے سکھایا، معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی آئی ہے یہ آیت قابل غور ہے:

” یاایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ و ذروا البیع“.(الجمعۃ:9)

''اے ایمان والو! جب تم کو جمعہ کے دن نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی آیا کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دو''۔

معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز کا اہتمام باقی دنوں کے علاوہ خاص درجہ رکھتا ہے اس نماز کا وقت کونسا ہے ؟ بلانے کا طریقہ کیا ہے؟ اس کی رکعات کتنی ہیں؟ قرآن مجید اس سلسلہ میں خاموش ہے اور کوئی شخص آیات قرآنی کے ذریعے نماز کی تفصیل نہیں جان سکتا جب تک وہ حدیث کی طرف رجوع نہ کرے۔

کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی قرآن مجید کا مفہوم حدیث کے بغیر سمجھنے میں غلطی کھا سکتے ہیں؟

یقیناً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی قرآن مجید کا مفہوم سمجھنے کے لئے حدیث رسول کے محتاج ہیں قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی ؟

''الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون''.

(الانعام :82)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے اندر ظلم کی ملاوٹ نہیں کی ، وہی امن والے ہیں اور وہی ہدایت یافتہ ہیں''۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ سے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے چھوٹے بڑے تمام گناہوں کو ظلم سمجھا اس لئے یہ آیت ان لوگوں پر گراں گزری لہٰذا عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ ہم میں ایسا کون ہے کہ جس نے ایمان کے ساتھ کوئی گناہ نہ کیا ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا اس ظلم سے مراد عام گناہ نہیں بلکہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے کیا تم نے قرآن حکیم میں لقمان کا یہ قول نہیں پڑھا:

''ان الشرک لظلم عظیم''.

''شرک ظلم عظیم ہے''۔(بخاری و مسلم)

کیا سنت قرآن مجید کی آیت میں موجود کسی شرط کو ختم کرسکتی ہے؟

جی ہاں اور اس کی مثال سفر کی نماز قصر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''و اذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا''

''اور جب تم سفر پر جاؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کچھ کم کر کے پڑھو، بشرطیکہ تم کو خوف ہو کہ کافر تم کو ایذا دیں گے'' (النساء:101)

آیت بالا میں نماز قصر ایسے سفر کے ساتھ مشروط ہے جس مین خوف بھی ہو اس لئے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اب تو امن کا زمانہ ہے اور ہم پھر بھی قصر کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ ہم حالت امن کے سفر میں قصر کریں یہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی رعایت ہے پس اس رعایت کو قبول کرو۔ (مسلم)۔

کیا حدیث قرآن مجید کی کسی آیت کے عام حکم کو مقید کرسکتی ہے؟

جی ہاں اور اس کی مثال قرآن حکیم کی یہ آیت ہے:

''والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما''.(المائدۃ:38)

''اور چوری کرنیوالے مرد اور چوری کرنیوالی عورت کا ہاتھ کاٹ دیا جائے''۔

اس آیت میں چوری کا مطلقاً ذکر ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ کی چوری پر کاٹا جائے''۔(بخاری و مسلم)

کیا سنت قرآن حکیم کے حکم سے کسی چیز کو مستثنیٰ کرسکتی ہے؟

جی ہاں اور اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے:

'' حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ''.(المائدۃ:3)

''تم پر مرا ہوا جانور، خون، سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام

ہے‘‘۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے واسطے دو مردار ٹڈی اور مچھلی اور دو خون کلیجی اور تلی حلال ہیں۔(بیہقی)

معلوم ہوا کہ حدیث نے مچھلی اور ٹڈی کو مردار اور کلیجی اور تلی کو خون سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ ایک اور مثال پر غور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’ قل من حرم زينت الله التى اخرج لعباده والطيبت من الرزق قل هى للذين امنوا فى الحيوة الدنيا خالصة يوم القيامة‘‘.(الاعراف:32)

’’پوچھو کہ جو زینت (وآرائش) اور کھانے (پینے) کی پاکیزہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیں ان کو کس نے حرام کیا ہے کہہ دو یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لئے بھی ہیں اور قیامت کے دن خاص انہی کیلئے ہوں گی‘‘۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ریشم اور سونا میری امت کے مردوں کیلئے حرام اور عورتوں کیلئے حلال ہے‘‘۔(مستدرک حاکم)

اگر حدیث سے رہنمائی نہ لی جائے تو اس آیت سے ریشم اور سونے جیسی حرام چیزوں کو حلال سمجھ لیا جاتا۔

کیا کوئی سنت صحیحہ قرآن مجید کے خلاف ہوسکتی ہے؟

محدثین کا اصول ہے کہ جو روایت قرآن حکیم اور سنت مطہرہ کے الٹ ہو وہ قول رسول ﷺ نہیں ہوسکتی۔ امام بخاری رحمہ اللہ، مسلم رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ حدیث نے اصول حدیث کی رو سے جن احادیث مبارکہ کو صحیح کہا ہے یقیناً وہ قرآن وسنت کے مطابق ہیں صحیح بخاری ومسلم میں صرف صحیح احادیث درج کی گئی ہیں۔ اسلئے ان میں کوئی ایسی روایت نہیں جو کتاب وسنت کے خلاف ہو جن لوگوں کو (1) عیسی ابن مریم علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنا (2) رسول اللہ ﷺ پر ذاتی حیثیت سے جادو کے چند اثرات ہوجانا (3) دجال سے

متعلق (4) عذاب قبر سے متعلق، احادیث اوران جیسی باتیں قرآن حکیم کے خلاف نظر آتی ہیں تو یہ دراصل ان کی کم علمی اور جہالت ہے یہ وہ روایات ہیں جنہیں تحقیق کے بعد محدثین نے صحیح کہا یہ قرآن حکیم کے خلاف نہیں بلکہ ان کے خودساختہ مفہوم کے الٹ ہے مندرجہ ذیل آیت پر غور کیجئے:

" قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الا ن یکون میتة او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانه رجس اوفسقا اهل لغیر الله به فمن اضطر غیر با غ ولا عاد فان ربک غفور الرحیم ".(الانعام :145)

" کہو جو احکام مجھ پر نازل ہوئے میں ان میں سے کسی چیز کو کھانے والے پر حرام نہیں پاتا سوائے مردا، بہتا خون جو ناپاک ہو یا گناہ کی چیز جس پر اللہ کے سوا کسی کا نام لیا گیا ہو اور اگر کوئی مجبور ہو جائے لیکن نہ تو نافرمانی کرے اور نہ حد سے باہر نکلے تو تمہارا رب بخشنے والا مہربان ہے"۔

سوچئے کیا کتے اور دیگر درندوں کو کوا اور دیگر نوچنے والے پرندوں کو حرام قرار دینے والی احادیث مبارکہ اس آیت کے خلاف ہیں اگرچہ ظاہر ایسا ہی محسوس ہوتا ہے مگر حقیقتاً سنت اور قرآن میں کوئی تضاد نہیں دونوں کا جمع کرنا لازم ہے یاد رکھیئے جو دین صحابہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے امت کو تواتر کیساتھ ملا، وہی صراط مستقیم ہے جو لوگ اپنی خواہشات اور اھواء کے ساتھ قرآن حکیم کی تفسیر بیان کرتے ہیں ان کے ہاں سنت کا مفہوم یہ ہے کہ جو چیز ان کی خواہش نفس کے موافق ہو اس کی پیروی کیجائے اور جو ان اھواء کے خلاف ہو اسے ترک کیا جائے ایک حدیث صحیحہ میں ایسے ہی لوگوں کا ذکر ہے جسکا مفہوم درج ذیل ہے:

مقدام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اسی کی مثل ایک اور چیز بھی دی گئی ہے خبردار عنقریب ایک پیٹ بھرا ہوا شخص تختہ پر بیٹھ کر کہے گا کہ پس قرآن کو لازم سمجھو جو اسمیں حلال ہے اس کو حلال مانو اور جو اسمیں حرام ہے اسکو حرام مانو حالانکہ جو رسول اللہ ﷺ نے حرام کیا وہ ایسا ہی ہے جیسے اللہ نے حرام کیا خبردار تمہارے لئے شہری گدھا حلال نہیں۔(ابوداؤد، مسند احمد، دارمی، ابن ماجہ، صحیح مرعاۃ جلد اوّل صفحہ 156)

معلوم ہوا کہ شریعت اسلامیہ سے مراد قرآن وسنت ہے جس نے ان میں سے صرف ایک کو اختیار

کیا اور دوسری کو ترک کیا اس نے کسی ایک کو بھی اختیار نہیں کیا کیونکہ دونوں ایک دوسرے سے تمسک کا حکم دیتی ہیں۔ فرمایا۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ .(النساء :80)

''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی''۔

صحابہ کرام کے منہج کی کیا حیثیت ہے؟

براہِ راست رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو اسلام کی تعلیم دی یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ''براہ است'' تربیت یافتہ تھے لہٰذا صحابہ معیاری مسلمان تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ''اقوال وافعال رسول'' تابعین نے اخذ کیے اور محدثین نے ان کو جمع کیا یہ تمام ادوار اسلام کے عروج کے ادوار ہیں رسول اللہ ﷺ نے انہیں بہترین زمانے قرار دیئے سلف صالحین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق اور منہج سے وہی شخص انکار کرتا ہے جو قرآن مجید کی من مانی تفسیر کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

'' ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی و نصلہ جھنم وساء ت مصیرا''.(النساء :115)

''اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے''۔

مومنین کے رستے سے مراد اسلام کی وہ تعبیر وتفسیر ہے جس پر قرون اولی کے مسلمان جمع تھے وہ منہج جس میں مردوں سے استغاثہ قبر پر چلہ کشی اور فیض حاصل کرنے کی، اور امر رسول ﷺ کے سامنے کسی کی رائے کی کوئی حیثیت یا شریعت کے مقابلے میں دنیا کے کسی قانون کے مطابق فیصلہ کرنے کی گنجائش نہ تھی۔

کیا صحابہ رضی اللہ عنہم سنت رسول کو بھی وحی یعنی اللہ کی بات سمجھتے تھے؟

جی ہاں صحابہ رضی اللہ عنہم سنت رسول ﷺ کو اللہ کی بات سمجھتے تھے اسکی بہت سی مثالیں موجود ہیں

صرف ایک ملاحظہ فرمائیں:

ایک عورت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ کیا آپ کہتے ہیں کہ اللہ نے گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے آپ نے فرمایا ہاں وہ عورت کہنے لگی کہ میں نے شروع سے آخر تک قرآن حکیم کی تلاوت کی ہے مگر اس بات کو کہیں نہیں پایا پس آپ نے فرمایا اگر تو نے قرآن پڑھا ہوتا تو اس میں ضرور پاتی کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی:

''وما اتكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا. (الحشر: 7)

''اور جو کچھ میرا رسول ﷺ دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ''۔

وہ کہنے لگی ہاں تب عبداللہ بن مسعود نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ لعنت کرتے ہوئے سنا ہے۔(بخاری و مسلم باب تحریم فصل الواصلۃ)

یہ بھی واضح ہو کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ قرآن و سنت میں تفریق نہ کریں ان دونوں پر عمل فرض ہے اور شریعت اسلامیہ کی بنیاد ان دونون پر ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں تم میں دو باتیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کتاب اللہ اور میری سنت۔ جب تک تم انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے گمراہ نہ ہو گے''۔(موطاء امام مالک، مستدرک حاکم جلد اوّل صفحہ 93)۔

رسول اللہ ﷺ نے سنت کی حفاظت کے سلسلے میں کیا اقدام کئے؟

رسول اللہ ﷺ نے سنت کی حفاظت کے سلسلے میں خصوصی توجہ دی جب بھی کوئی مسئلہ بیان فرماتے تو اس کو تین مرتبہ دہراتے یہاں تک کہ وہ مسئلہ سمجھ میں آ جاتا۔(بخاری کتاب العلم)

ایک دفعہ عبدالقیس کا وفد آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ نے انہیں امور دین کی تعلیم دینے کے بعد فرمایا اس کو یاد کرو اور اپنے پیچھے آنے والوں کو اس کی خبر دو(بخاری کتاب الایمان) یقیناً پیچھے آنے والوں سے مراد آنے والی نسلیں بھی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تشہد یوں سکھاتے جیسے قرآن کی سورت۔(مسلم)

نو ہجری میں مدینہ میں بہت سے وفود آئے مالک بن حویرث نے بھی نو ہجری میں مدینہ منورہ میں

قیام کر کے آپ ﷺ کی عملی زندگی کا مشاہدہ کیا اور ضروری تعلیم حاصل کی آپ نے ان سے فرمایا نماز ایسے پڑھنا جیسے مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔(بخاری)

حجۃ الوداع میں منیٰ کے مقام پر آپ نے خطبہ دیا سامعین کی تعداد سوا لاکھ کے لگ بھگ تھی خطبہ کے اختتام پر آپ نے فرمایا: حاضر کو چاہیئے کہ غائب کو میری باتیں پہنچا دے اسلئے کہ شاید تم کسی ایسے شخص کو بیان کر سکو جو تم سے زیادہ اسکو محفوظ کر سکے۔(بخاری کتاب العلم) یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی محدثین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیان کردہ احادیث کو بالکل محفوظ کر لیا۔

کیا رسول اللہ ﷺ نے احادیث کی کتابت بھی کروائی؟

رسول اللہ ﷺ نے مختلف مواقع پر احادیث لکھوائیں چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

(1) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب الصدقۃ تحریر کروائی امام محمد بن مسلم فرماتے ہیں آپ کی یہ کتاب عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان کے پاس تھی اور مجھے عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے سالم نے یہ کتاب پڑھائی اور میں نے اس کو پوری طرح محفوظ کر لیا۔خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کو عمر رضی اللہ عنہ کے پوتوں سالم اور عبداللہ سے لے کر لکھوایا۔(ابوداؤد کتاب الزکوۃ)

(2) ابوراشد الحزنی فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص نے میرے سامنے ایک کتاب رکھی اور فرمایا یہ وہ کتاب ہے جو رسول اللہ ﷺ نے لکھوا کر مجھے دی تھی (ترمذی ابواب الدعوات)

(3) موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس وہ کتاب ہے جو معاذ کیلئے رسول اللہ ﷺ نے لکھوائی تھی (الدارقطنی فی کتاب الزکوۃ) خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے اس کتاب کو منگوایا اور اس کو سنا (مصنف ابن ابی شیبہ نصب الرایہ کتاب الزکوۃ جلد 2 صفحہ 352)

(4) جب رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم کو یمن کا عامل بنا کر بھیجا تو اہل یمن کیلئے ایک کتاب بھی لکھوا کر دی جس میں فرائض سنت اور دیت کے مسائل تحریر تھے امام زہری فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو پڑھا یہ کتاب ابوبکر بن حزم کے پاس تھی سعید بن مسیّب نے بھی اس کتاب کو پڑھا (نسائی جلد دوم صفحہ 218)

کیا صحابہ کرام نے بھی احادیث لکھیں؟

جی ہاں خود رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو احادیث لکھوائیں آپ نے عبداللہ بن عمر سے فرمایا:

''احادیث لکھا کرو قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس منہ سے حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلتی''۔(ابوداؤد جلد 1 صفحہ 158)

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو زکوۃ کے فرائض لکھ کر دیئے۔(بخاری کتاب الزکوۃ) حماد بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب انس رضی اللہ عنہ کے پوتے ثمامہ سے حاصل کی۔(نسائی کتاب الزکوۃ)

خلیفہ الثانی عمر رضی اللہ عنہ نے بھی زکوۃ کے متعلق ایک کتاب تحریر فرمائی تھی امام مالک فرماتے ہیں کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کی کتاب پڑھی۔(موطا امام مالک صفحہ 109)

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمارے پاس کوئی چیز نہیں سوائے کتاب اللہ کے اور اس صحیفہ کے جس میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث ہیں۔(بخاری و مسلم کتاب الحج)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں سے کوئی شخص مجھ سے زیادہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث بیان نہیں کرتا سوائے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اسلئے کہ وہ لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔(بخاری)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ کتاب ان کی اولاد میں منتقل ہوتی رہی اور ان کے پڑپوتے عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ سے محدثین رحمۃ اللہ علیہ نے اخذ کر کے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا ایسے واقعات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ احادیث کو لکھا کرتے تھے۔مثلاً عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے اسی اثناء میں آپ سے پوچھا گیا کہ کون سا شہر پہلے فتح ہوگا؟ قسطنطنیہ یا رومیہ؟ آپ نے فرمایا ہرقل کا شہر قسطنطنیہ (دارمی صفحہ 126)

کیا250سال تک احادیث تحریر میں نہیں آئیں؟

یہ صرف منکرین حدیث کا پروپیگنڈہ ہے خلفائے راشدین اور صحابہ نے احادیث کی حفاظت کا خاص اہتمام کیا پھر تابعین کے دور میں کئی کتب لکھی گئیں موطا امام مالک اب بھی موجود ہے جو صرف 100 سال بعد لکھی گئی ان کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں صرف امام نافع راوی ہیں انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں امام زہری راوی ہیں غرض موطا میں سینکڑوں سندیں ایسی ہیں جن میں صحابہ اور امام مالک کے درمیان ایک یا دو راوی ہیں اور وہ زبردست امام تھے۔امام بخاری سے پہلے کی کتب صحیفہ ہمام صحیفہ صادقہ، مسند احمد، مسند حمیدی، موطا مالک مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، موطا محمد، مسند شافعی آج بھی موجود ہیں دیگر ائمہ نے بھی درس وتدریس کا ایسا اہتمام کیا ہوا تھا کہ کوئی کذاب حدیث گھڑ کر احادیث صحیحہ میں شامل نہ کرسکا۔(1) جس نے احادیث گھڑ کر صحیح احادیث میں شامل کرنے کی کوشش کی اسکی کوشش کامیاب نہ ہوسکی وہ جھوٹی روایت پکڑی گئی۔

اگر احادیث کی اتنی حفاظت ہوئی ہے تو پھر امام بخاری نے چھ لاکھ احادیث میں سے صرف 7275 احادیث کا انتخاب کیوں کیا اور باقی کو ردی کی ٹوکری میں کیوں پھینکا؟

پہلے تو چھ لاکھ احادیث کی حیثیت سمجھئے محدثین کی اصطلاح میں ہر سند کو حدیث کہا جاتا ہے مثلاً رسول اللہ ﷺ نے ایک بات فرمائی جو پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے سنی ہر صحابی نے اپنے 5,5 شاگردوں کو وہ بات سنائی اس طرح تابعین تک اسکی 25 اسناد بن گئیں اب اگر تابعی راوی اپنے 10,10 شاگردوں کو روایت بیان کرے تو اس طرح اس حدیث کی 250 اسناد بن گئیں محدثین کی اصطلاح میں یہ 250 احادیث کہلاتی ہیں اس لئے امام بخاری فرماتے ہیں۔

مجھے ایک لاکھ صحیح احادیث یاد ہیں (مقدمہ ابن صلاح) اس کا مطلب ہے ایک لاکھ صحیح اسناد یاد ہیں ان ایک لاکھ میں سے 7275 اسناد صحیح بخاری میں درج کرلیں اور یہ بھی درست ہے کہ بعض راویوں نے دین اسلام میں گمراہ کن عقائد داخل کرنے کے لئے حدیث کا سہارا لیا اسی لئے ضعیف اور من گھڑت روایات کی

کثرت ہے مگر محدثین نے ایسے اصول مقرر کئے کہ کوئی من گھڑت روایت حدیث کا درجہ نہ پاسکی۔امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے صرف احادیث صحیح جمع کر کے دین پر چلنے والوں کے لئے مزید آسانی کر دی ۔

کیا صحیح بخاری قرآن حکیم کی طرح لاریب کتاب ہے؟

یقیناً بخاری اور دیگر کتب احادیث میں موجود احادیث صحیح کا وہ حصہ جو شرعی احکام پر مشتمل ہے۔ منزل من اللہ ہے جس پر قرون اولی کے مسلمان جمع ہوئے اور جسے امت سے تلقی بالقبول حاصل ہے مگر بخاری میں امام بخاری نے ابواب قائم کئے ابواب میں مختلف ائمہ کہ اقوال درج کئے پھر اسناد جو منزل من اللہ نہیں ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے اقوال اور واقعات بھی کتب احادیث میں موجود ہیں جو منزل من اللہ نہیں ۔ ہاں احادیث رسول اللہ ﷺ جو منزل من اللہ ہے اور قرآن مجید کی تشریح کیلئے وہ اتنا ہی ضروری ہے کہ اس کے بغیر قرآن حکیم کو سمجھا ہی نہیں جا سکتا جو لوگ اس وحی کا انکار کرتے ہیں وہ دراصل قرآن حکیم کی من مانی اور گمراہ کن تفسیر کرنا چاہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں توحید کی سمجھ عطا فرمائے اور شرک و بدعت سے بچنے کی توفیق دے۔

چند ضعیف وموضوع احادیث............پر تبصرہ وتحقیق

ابو طاہر حافظ زبیر علی زئی حضرو اٹک

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الامين، اما بعد!

بعض لوگ اپنے باطل نظریات کیلئے قرآن وسنت میں لفظی ومعنوی تحریفات کیساتھ ساتھ بعض موضوع اور ضعیف روایات بھی پیش کرتے ہیں لہذا اس مختصر مضمون میں چند ایسی ہی روایات پر تبصرہ وتحقیق پیش خدمت ہے جن سے عامۃ المسلمین کے شبہ میں پڑنے کا خطرہ ہے **وما توفيقي الا بالله**۔

حدیث نمبر 1۔ **من صلى عند قبري سمعته** ۔یعنی جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھے میں اسے سنتا ہوں۔الخ (شعب الایمان للبیہقی ج 2 ص 18 ح 1583،فضائل حج ص 901 حنفی بہشتی زیور،از عالم

فقی بریلوی ص490 وغیرہ)

تحقیق: اس روایت کا مرکزی راوی محمد بن مروان السدی ہے (بیہقی، میزان الاعتدال وغیرہ)

عبداللہ بن نمیر رحمۃ اللہ علیہ اور جریر بن عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: **کذاب** (یعنی جھوٹا ہے) امام صالح جزرۃ نے کہا: **کان ضعیفا و کان یضع** یہ (محمد بن مروان) ضعیف تھا اور (بلکہ) یہ (جھوٹی حدیثیں) گھڑتا تھا (تہذیب التہذیب ص9 ص387)۔

حافظ برہان الدین الحلبی نے اسکا تذکرہ (**الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث**) میں کیا ہے۔ (ص404)۔

بعض لوگوں نے اس روایت کی ایک اور سند ابوالشیخ الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی کسی کتاب سے تلاش کی ہے۔ (دیکھئے تسکبن الصدور ص327-326) حالانکہ یہ روایت بھی باطل ہے اس میں ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبدالرحمٰن بن احمد الاعراج کی عدالت نامعلوم ہے۔ (نیز دیکھئے آئینہ تسکین الصدور ص113)

ان دونوں سندوں میں الاعمش ہیں جو کہ بالاتفاق مدلس ہیں (آئینہ تسکین الصدور ص121) مدلس کی ''عن'' والی روایت ضعیف ہوتی ہے (کتاب **الرسالة للشافعی**، عام کتاب اصول حدیث، خزائن السنن ص1 پیغمبر خدا موئخ ص322 فتاوی رضویہ ج5 ص266-245 وغیرہ)

حدیث نمبر2۔ اختلاف امتی رحمتی یعنی میری امت کا اختلاف رحمت ہے (الجامع الصغیر وغیرہ)

تحقیق: ہمارے علم کے مطابق کسی کتاب میں بھی اس کی کوئی سند موجود نہیں۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے اس کی نہ صحیح سند ملی اور نہ ضعیف اور نہ موضوع! (فیض القدیر للمناوی) علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''**باطل مکذوب**'' یعنی روایت باطل اور جھوٹی ہے (الاحکام)

حدیث نمبر3۔ **لولاک لما خلقت الافلاک**: ''اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں کائنات پیدا نہ کرتا''۔ (موضوعات صنعانی)۔

تحقیق: اس کی کوئی سند بھی ہمارے علم میں نہیں ہے۔ امام صنعانی نے اسے موضوع قرار دیا ہے امام ذیلعی کی (گنجینہ موضوعات) کتاب الفردوس میں بھی روایت (لفظاً یا معناً) نہیں ملی۔ ابن عساکر والی روایت کو ابن

جوزی اور سیوطی دونوں نے موضوع قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر 4۔ یاساریة الجبل (الاصابہ وغیرہ)

ابن عمر سے روایت ہے کہ عمر نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر ایک شخص کو امیر بنایا جس کا نام ساریہ تھا آپ خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے پکار کر کہا ساریہ پہاڑ کو لازم پکڑ لشکر سے ایک قاصد آیا کہنے لگا اے امیر المومنین جب ہم دشمن سے ملے تو ہماری شکست ہوئی تو ایک پکارنے والے نے پکارا اے ساریہ پہاڑ کو لازم پکڑ ہم نے اپنی پیٹھیں پہاڑ کی طرف کرلیں تو اللہ نے ان کو شکست دی روایت کیا اس کو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں۔

تحقیق: اس روایت کی مرکزی سند کا راوی محمد بن عجلان مدلس ہے (طبقات المدلسین لابن حجر وغیرہ) اور ''عن'' سے روایت کررہا ہے۔اس کے دیگر جتنے شواہد ہیں سب ضعیف ہیں تفصیلی بحث کے لئے دیکھئے۔(قبر پرستی ایک حقیقت پسندانہ جائزہ طبع دوم ص 55 از راقم الحروف)

حدیث نمبر 5۔ الابدال یکونون بالشام .(مسند احمد ج 1 ص 112)

شریح بن عبید سے روایت ہے کہ اہل شام کا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ذکر کیا گیا اور کہا گیا اے امیر المومنین ان پر لعنت کریں آپ نے فرمایا نہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے ابدال اہل شام میں ہوں گے وہ چالیس آدمی ہیں جب بھی ان میں سے کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے اس کی جگہ اور آدمی اللہ تعالیٰ بدل دیتا ہے ان کی برکت سے بارش برستی ہے ان کی دعاؤں سے دشمنوں پر فتح حاصل کی جاتی ہے اور اہل شام سے ان کی وجہ سے عذاب پھیر دیا جاتا ہے

تحقیق: اسکی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے (مسند احمد بتحقیق احمد محمد شاکر ج 2 ص 171 ح 869) شریح بن عبید کی جناب علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

حدیث نمبر 6۔ایک روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا تو آپ نے کہا: (یا) (محمد .... الادب المفرد للبخاری ح 964 ص 250 وفی نسخۃ ح 968 ص 324)

تحقیق: اس روایت میں دو راوی سفیان (الثوری) اور ابواسحٰق (السبیعی) ''عن'' سے روایت کررہے ہیں اور دونوں مدلس ہیں۔(کتب المدلسین)

حدیث نمبر 7۔یاجابر اول ما خلق اللہ نور نبیک ۔اے جابر اللہ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا۔(زرقانی، نشر الطیب وغیرہ)

تحقیق: یہ روایت نہ تو مصنف عبدالرزاق میں موجود ہے اور نہ تفسیر عبدالرزاق میں بلکہ تلاش بسیار کے باوجود اسکی کوئی سند بھی نہیں ملی صحیح روایت کے بھی خلاف ہے۔دیکھئے محترم ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''عقیدہ نور من نور اللہ'' کی شرعی حیثیت قرآن وحدیث کی روشنی میں ص 40 تا 48 اس مفہوم کی ایک مختصر روایت رافضیوں کی اصول کافی جلد نمبر 1 ص 442 نمبر 10 میں ابو جعفر (محمد بن علی بن الحسین، الباقر) سے منقول ہے لیکن یہ سند اہل السنہ اور اہل الرفض دونوں کے نزدیک موضوع ہے۔محمد بن سنان اور جابر الجعفی کے علاوہ اس کی سند میں المفضل بن صالح (ابو جمیلہ الاسدی) ہے جسے ابن الفضائری (رافضی) وغیرہ نے کذاب یضع الحدیث قرار دیا ہے (تنقیح المقال للمامقانی الرافضی ج 3 ص 238-237) بلکہ ہاشم معروف (رافضی) نے لکھا ہے کہ ''اتفق المولفون فی احوال لارجالانہ کان کذابا یضع الحدیث''. (الموضوعات ص 230 بحوالہ رجال الشیعہ فی المیزان ص 119 الکویت) یعنی اسماء الرجال میں سے (رافضی) مصنفین کا اتفاق ہے کہ یہ شخص جھوٹا تھا اور احادیث گھڑتا تھا۔

حدیث نمبر 8۔سعید بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ جب حرہ کا واقعہ پیش آیا تو نبی رحمت ﷺ کی مسجد میں تین دن اذان اور اقامت نہ کہی گئی اور سعید بن مسیّب کو نماز کا وقت معلوم نہیں ہوتا تھا مگر خفی آواز سے کہ اس حجرہ کے اندر سے سنتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک وہاں تھی۔(سنن الدارمی ج 1 ص 44 ح 94)

تحقیق: اس روایت کے ایک راوی سعید بن عبدالعزیز ثقہ ہیں مگر آخر عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے (تہذیب التقریب، وعام کتب الرجال، کتب المختلطین، التلخیص الحبیر ج 3 ص 180 اسکا کوئی ثبوت نہیں ملا کہ مروان بن محمد نے انکے اختلاط سے پہلے روایت کی ہے۔دوسرا یہ کہ سعید نے اسکی صراحت بھی بیان نہیں فرمائی کہ سعید بن المسیّب کا یہ واقعہ انہیں کس سند سے معلوم ہوا تھا؟

حدیث نمبر 10۔ابی الجوزاو سے روایت ہے کہ مدینہ میں سخت قحط پڑ گیا پس انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس شکایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم قبر نبوی اور آسمان کے درمیان روشن دان بناؤ یہاں

تک کہ قبر اور آسمان کے درمیان رکاوٹ نہ ہو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ بہت زیادہ بارش برسائی گئی یہاں تک کہ گھاس اگی اور اونٹ موٹے ہوگئے اور چربی سے پھٹ گئے تو اس سال کا نام فتق رکھا گیا۔

تحقیق: عمرو بن مالک کی بعض محققین نے توثیق کی ہے مگر امام بخاری رحمۃ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے (تہذیب ج1 ص336) ابوالجوزاء اوس بن عبداللہ کی ام المومنین سے ملاقات میں اختلاف ہے اس روایت میں بشرط صحت۔ اس نے نہیں بتایا کہ اسے یہ روایت کس ذریعہ سے معلوم ہوئی ہے؟ ایسی مشکوک اور منقطع روایت پر قبر پرستی کی بنیاد رکھنا انتہائی مذموم حرکت ہے۔ **اعاذنا الله منه.**

حدیث نمبر 10۔ ایک روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے دعا کی تھی۔ (المستدرک حاکم ج2 ص218)

تحقیق: اسے حافظ ذہبی نے موضوع اور باطل قرار دیا (میزان وغیرہ) اس کے ایک راوی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے بارے میں صاحب مستدرک امام حاکم فرماتے ہیں: **روی عن ابیہ احادیث موضوعة الخ** (المدخل الی الصحیح ص154) یعنی اس نے اپنے باپ سے موضوع روایات بیان کی ہیں۔ (جن کی ملامت اسی پر ہے) اس کا شاگرد عبداللہ بن سلم مجہول (یا) المعجم الصغیر میں مجہول راویوں کے ساتھ اس کی دوسری سند موجود ہے جس کا موضوع ہونا ظاہر ہے۔ (دیکھئے مجمع الزوائد 8 ص253) وغیرہ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں کتاب وسنت پر ثابت قدم رکھے اور ہمارا خاتمہ **من احب الله و ابغض لله و اعطى لله ومنع لله فقد استكمل الايمان** کے مطابق ہو۔ آمین۔

وما علينا الا البلاغ